حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ

اسلام، سیاست اور حکومت

اسلام نہ فقط دیانت ہی ہے، نہ فقط سیاست، نہ محض سیاست ہے، نہ محض تمدن ہے، نہ محض تدین۔ کیونکہ اس میں سے انفراداً ہر ایک چیز محلِ ضعف میں ہے۔ اگر سلطنت میں دین نہ ہو تو وہ جور و استبداد کا ملک ہوگا۔ اور اگر دین کے ساتھ سلطنت نہ ہو تو وہ کسمپرسی اور بے بسی کا دین ہوگا۔ جس میں رات دن رخنہ اندازیاں اور مداخلتیں ہوتی رہیں گی۔

یورپ میں سیاست کی کمی نہیں، مگر دین نہیں تو وہاں کا ہر ملک کٹ کھنا ملک ہے، جہاں انسان انسان کے حق میں بھیڑیا اور سانپ بچھو ہو کر رہ گیا ہے۔ اور مہلک سے مہلک آلات محض انسان کی تباہی اور بربادی کے لئے ڈھالتا رہتا ہے۔ جس سے یورپ کی سرزمین انسان کے حق میں جہنم بن گئی ہے۔ جہاں سکونِ قلب ہے، نہ طمانیت خاطر۔

ادھر ہندوستان میں دین داری کی کمی نہیں، مگر یہاں اس کی پشت پر سیاسی قوت اور مادی طاقت نہیں۔ اس لئے وہ بے کس ہے۔ جسکا جی چاہے اسمیں مداخلت کرے، اس کے عقائد بدل دے، اس کے اعمال کو مسخ کردے، اس میں فتنے پیدا کردے، چاہے نبوت بنا کر کھڑی کردے، چاہے خدائی قائم کرلے، چاہے مجدد بن جائے اور چاہے دجال بن کر لوگوں کا دین تباہ کرے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ دین ہے مگر غریب اور بے کس۔ اگر یورپ میں دین آجائے اور ہندوستان میں دین کی سیاسی قوت، تب ہی یہ فتنہ سامانیاں اور بدامنیاں رفع ہو سکتی ہیں۔ یورپ سے تو مادی بدامنی جاتی رہے اور ہندوستان سے روحانی بدامنی مٹ جائے۔ ورنہ یورپ اور ایشیا یونہی کھٹکتے رہیں گے۔

غرض دین کے لئے شوکت اور شوکت کے لئے دین لازمی ہے۔ اسی کو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اَلْمُلْکُ وَالدِّیْنُ تَوْاَمَانِ۔

سلطنت اور دین دو جڑواں بچے ہیں۔

کہ ایک کے جدا کردئیے جانے سے دوسرا بھی بچ نہیں سکتا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دین اجتماعی دین ہے۔ اگر انفرادی ہوتا تو سیاسی قوت کی حاجت نہ تھی۔ ہر شخص اپنی خلوت میں بیٹھ کر جو چاہے کرتا رہتا۔ نہ کسی کو اس سے خطرہ پیدا ہوتا، نہ کوئی اس سے کھٹکتا۔ لیکن اجتماعی امور میں ہر ذی اقتدار کے اقتدار پر زد پڑتی ہے۔ س لئے وہ سامنے آتا ہے اور ایسی صورت میں اگر اسلام میں سیاسی قوت جزوِ دین نہ بنائی جاتی تو یہ دین آگے بڑھ سکتا۔ جیسا کہ آج سلبِ قوت کی صورتوں میں اس کی اجتماعیات کو فتنوں اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑ ہے اور ایسے ہی اگر اس سیاست کا جزو دیانت کو نہ بنایا جاتا تو یہ ملوکیت محضہ رہ جاتی اور کٹ کھنا ملک

(بقیہ صہ ۱۸ پر)